

سنگساری کی شرعی حیثیت

محمد الیاس گھمن

محترم جناب جاوید چوہدری صاحب!!

چند دنوں سے آپ کے کالمز میں اسلامی و شرعی احکامات سے متعلق باتیں دیکھنے میں آرہی ہیں۔ بالخصوص اسلامی حدود اور اسلامی ریاست میں نافذ کی جانی والی سزاؤں کے بارے میں ایک حکم سنگساری سے متعلق آپ کا کالم پڑھنے کو ملا۔ چونکہ راقم ملک سے باہر اپنے دعوتی سفر پر تھا اس لیے بروقت جواب دینے میں تاخیر ہو گئی۔ آپ کی صدق نیت اور اسلام سے متعلقہ معلومات سے آگاہی کا جذبہ یقیناً آپ کی اسلام سے محبت کی دلیل ہے۔ یہ علماء کرام کی دینی و اخلاقی ذمہ داری ہے کہ دینی مسائل کا جواب خندہ پیشانی سے دیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ آپ نے علماء کرام سے اس بارے میں سوال کیا اور امید ہے کہ آئندہ بھی مذہبی معاملات میں علماء کی راہنمائی لیتے رہیں گے۔ جہاں تک آپ کے کالم میں ذکر کردہ سوالات کا تعلق ہے تو ان کے جوابات حاضر ہیں حسب وعدہ انہیں اپنے قارئین کے لیے شائع فرمائیں۔

نوٹ: ہمارے ذکر کردہ دلائل آپ کے تسلیم شدہ دلائل کے علاوہ ہیں۔

سوال:

آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا قرآن مجید نے کسی جگہ زنا کاروں کو سنگسار کرنے کا حکم صادر کیا؟ اگر ہاں تو وہ آیات کہاں ہیں؟

جواب:

دلیل نمبر 1: ”وَاللَّائِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاَسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةٌ مِنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوا فَاَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يُجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا“ جو بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ لاؤ ان پر اپنوں میں سے چار مرد، پھر اگر وہ گواہی دیں تو بند رکھو ان عورتوں کو گھر میں، یہاں تک کہ ان کو موت اٹھالے، یا اللہ ان کے لیے کوئی راہ مقرر کر دے۔ (سورۃ النساء: 15)

اس آیت مبارکہ میں ان عورتوں کے بارے میں جو زنا کی مرتکب ہوں حکم دیا گیا ہے کہ ان کے جرم پر چار مسلمان مردوں کی شہادت قائم کی جائے اور شہادت سے ان کا جرم ثابت ہو جائے تو ان کو گھروں میں بند رکھا جائے یہاں تک کہ ان کے بار میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نازل ہو جائے۔ اس کی تفسیر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الہی کے ذریعے یہ فرمائی ہے کہ زنا کا مرتکب شادی شدہ (محسن) ہو تو اس کو رجم (سنگسار) کیا جائے اور غیر شادی شدہ (غیر محسن) ہو تو اس کو سو 100 کوڑے لگائے جائیں۔

كان نبي الله صلى الله عليه وسلم اذا نزل عليه كرب لذلك وتربد له وجهه قال فانزل عليه ذات يوم فلقي كذلك فلما سري عنه قال خذوا عني فقد جعل الله لهن سبيلاً: الثيب بالثيب والبكر بالبكر، الثيب جلد مائة ثم رجم بالحجارة، والبكر جلد مائة ثم نفي سنة. (صحیح مسلم رقم 3200)

آپ علیہ السلام پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے چینی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور چہرہ انور کارنگ بدل جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام پر یہی کیفیت طاری ہو گئی اور جب وحی کی یہ کیفیت ختم ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے راہ مقرر کر دی۔ شادی شدہ مرد و عورت اس کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا سو 100 کوڑے لگانا اور پھر ”سنگسار“ کرنا ہے۔ کنوارے مرد و عورت اس کے مرتکب ہوں تو 100 کوڑے پھر ایک سال کی جلا وطنی۔

فائدہ: غیر شادی شدہ کے لیے ایک سال کی جلا وطنی انتظامی فیصلہ ہے۔

دلیل نمبر 2: اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس آیت کی یہی تشریح و تفسیر صحیح بخاری جلد 2 ص 657 پر موجود ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما... لهن سبیلان یعنی الرجم للذیبة والجلد للبرکة۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں ہے اور نماز کیسے پڑھنی ہے؟ اور زکوٰۃ کیسے ادا کرنی ہے؟ اس کا طریقہ آپ علیہ السلام نے بتایا ہے اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نماز اور زکوٰۃ کا قرآن کریم نے حکم نہیں دیا وہ خارج از ملت ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں زانی محسن [شادی شدہ] کی سزا رجم [سنگسار] ہے۔ یہ بھی حق تعالیٰ شانہ نے ”أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا“ کے مجمل الفاظ میں ذکر فرمائی ہے اور پھر اس کی تشریح خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام نے بذریعہ وحی فرمائی ہے۔

دلیل نمبر 3: سورة المائدہ کی آیت نمبر 41 تا 50 یہود کے ”قصہ رجم“ کے متعلق نازل ہوئیں۔ جن کی وضاحت صحیح مسلم جلد 2 ص 70 پر موجود ہے۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انی اول من احیی امرک اذا ماتوہ فامر بہ فرجم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے تیرے اس حکم کو زندہ کیا جسے لوگوں نے بالکل چھوڑ دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر [اس شخص کو] رجم [سنگسار] کر دیا گیا۔

دلیل نمبر 4: امام بغوی رحمہ اللہ نے اس قصہ کا خلاصہ یہ نقل کیا ہے کہ خیبر کے یہودیوں میں ایک شادی شدہ جوڑے نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ جس کے لیے ان کی شریعت [تورات] میں رجم [سنگساری] کی سزا مقرر تھی مگر یہودیوں نے خواہش نفس کی پیروی میں اس پر عمل درآمد معطل کر رکھا تھا۔ جب ان کے یہاں یہ واقعہ پیش آیا تو اس خیال سے کہ ”شریعت محمدی“ ان کی شریعت تورات سے نرم ہے۔ انہوں نے یہ مقدمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوا دیا۔ چنانچہ ایک وفد ان مجرموں کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جسے یہود نے بطور خاص یہ ہدایت کی تھی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مطلب کے مطابق فیصلہ کریں تو قبول کر لیں ورنہ نہیں۔ وفد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر شادی شدہ مرد اور عورت زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی کیا سزا ہے؟ [جواب دینے سے پہلے] آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم میرا فیصلہ مانو گے؟ انہوں نے اقرار کیا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ ان کی سزا رجم [سنگساری] ہے۔ ان لوگوں نے جب یہ فیصلہ سنا تو بوکھلا گئے اور تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ آپ ان سے یہ فرمائیں کہ وہ آپ کے فیصلے کو ماننے یا نہ ماننے کے بارے میں ”بن صوریہ“ کو حکم [ثالث] بنالیں اور ابن صوریہ کے حالات اور صفات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے۔ آپ علیہ السلام نے یہودی وفد سے فرمایا: کیا تم اس نوجوان کو جانتے ہو؟ جو سفید رنگ کا ہے مگر ایک آنکھ سے معذور ہے؟ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم پہنچاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ تم اسے کیسا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا علمائے یہود میں روئے زمین پر اس سے بڑا عالم نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے بلا دیا گیا۔ تو آپ علیہ السلام نے اسے قسم دے کر پوچھا کہ تورات میں اس جرم کی سزا کیا ہے؟ وہ بولا قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم آپ نے مجھ کو دی ہے اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ اگر غلط بیانی کروں گا تو تورات مجھے جلاؤالی گی میں کبھی ظاہر نہ کرتا۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی طرح تورات میں بھی زانی کی سزا یہی ہے کہ ان دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔ مگر جب ہمارے اشراف میں زنا کی کثرت ہوئی تو کچھ عرصہ تک تو یہ رہا کہ اشراف کو چھوڑ دیتے اور پسماندہ طبقے پر حد جاری کرتے لیکن ہم نے یہ طے کیا کہ رجم کی بجائے ایک ایسی سزا مقرر کر دی جائے جو شریف و ضعیف سب پر جاری ہو سکے وہ تھی منہ کالا کر دینا جوتے لگانا اور گدھے پر الٹا سوار کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا ”اللہم انی اول من احیی امرک اذا ماتوہ“ یا اللہ میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا، جبکہ انہوں نے اس کو مٹا ڈالا تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ان دونوں کو رجم [سنگسار] کیا گیا۔

معلوم ہوا کہ

- 1 اس حکم کو ”ما انزل اللہ“ [اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ] کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر عمل کرنے کا تاکید حکم فرمایا۔ اس معاملے پر کسی قسم کی رعایت روارکھنے سے ”لا تتبع اھواءھم“ [ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں] کہہ کر شدت سے منع فرمایا۔
- 2 جو لوگ اس ”ما انزل اللہ“ سے پہلو تہی کرتے ہیں ان کو دوڑ کر کفر میں گرنے والے اور زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود دل کا کافر فرمایا۔ ”الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَقْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ“۔
- 3 جو اس حکم خداوندی کو تسلیم کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں ان کو صاف صاف الفاظ میں کافر، ظالم اور فاسق فرمایا ہے۔ سورۃ مائدہ: آیت نمبر 44 تا 46

جب رجم کے حکم کی قرآن کریم اتنی شد و مد کے ساتھ تاکید کرتا ہے اور اس سے پہلو تہی کرنے اور تسلیم نہ کرنے والوں کو اسلام کے زبانی دعویٰ ار مگر دل کے کافر، ظالم اور فاسق کہتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ قرآن کریم کی کون سی آیت یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی سنت ہے جس نے اس شدید اور مؤکد حکم کو منسوخ کر دیا ہو؟

دلیل نمبر 5: صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت [اختلاف الفاظ کے ساتھ] موجود ہے: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دو شخص آئے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے دوسرے نے کہا ہاں! یا رسول اللہ واقعی ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنا واقعہ بیان کروں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں بیان کرو اس نے کہا میرا ایک بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ مجھے لوگوں نے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم [سنگساری] کی سزا جاری ہوگی، میں نے اس کے فدیہ میں اس شخص کو سو بکریاں اور ایک لونڈی دی۔ پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال جلا وطنی کی سزا ہے اور رجم [سنگساری] کی سزا اس کی بیوی پر ہے: فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا قضین بینکما بکتاب اللہ المائۃ الشاة والخادم رد علیک وعلی ابنک جلد مائۃ وتغریب عام واغدیانیس فاغدا لی امرأۃ هذا فان اعترفت فارجمہا۔

(صحیح بخاری ج 2 ص 1008)

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ تیری بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کر دی جائیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا جاری ہوگی اور ہاں اے انیس! تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو ”رجم“ کرو۔

اس حدیث مبارک میں آپ علیہ السلام نے رجم [سنگساری] کی سزا کو قسم اٹھا کر کتاب اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر قرآن مجید میں سزائے رجم [سنگساری] مذکور نہیں ہے تو آپ علیہ السلام اس کو کتاب اللہ کی طرف منسوب کیوں کرتے؟

سوال نمبر 2:

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ ”نبی اکرمؐ سے منسوب سزا کے [اوپر بیان کردہ دونوں] واقعات کب وقوع پذیر ہوئے؟ یہ واقعات سورۃ النور کے نزول سے پہلے کے واقعات ہیں یا سورۃ النور کی ان آیات کے نزول کے بعد وقوع پذیر ہوئے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے زنا کی حد طے فرمائی؟ اگر یہ دونوں واقعات آیات کے نزول سے پہلے کے ہیں تو کیا پھر رجم درست ہے؟“

جواب:

دلیل نمبر 1: رجم [سنگساری] کے موقع پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے جبکہ وہ اسلام ہی سات ہجری میں لائے ہیں۔ اسلام [ابوہریرہ] عام خیبر - (عمدة القاری ج 1 ص 331)

دلیل نمبر 2: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے مزید کہا ہے ”وابن عباس انما جاء مع امه الى المدينة سنة تسع“ اس موقع پر ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اور انہوں نے اپنی والدہ کے ساتھ سن 9 ہجری میں مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

دلیل نمبر 3: رجم [سنگساری] کا ایک واقعہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ سن 9 ہجری میں مسلمان ہوئے۔

دلیل نمبر 4: امت کے دو جلیل القدر محدث؛ علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ عینی حنفی رحمہما اللہ دونوں فرماتے ہیں کہ اس بات پر دلیل موجود ہے کہ رجم کا حکم سورۃ النور کے نزول کے بعد ہوا ”وقد قام الدليل على ان الرجم وقع بعد سورة النور“ کیوں کہ سورۃ النور کا نزول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے قصہ میں ہوا تھا اور یہ واقعہ سن 4، 5 یا 6 ہجری میں ہوا تھا۔

(فتح الباری ج 12 ص 120، عمدة القاری تحت باب رجم المصحن)

اس لیے واقعہ سن 9 یا 10ھ کا ہی ہو سکتا ہے یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ سورۃ النور کے نزول کے بعد بھی یہ حکم برقرار ہے۔

سوال نمبر 3: آپ کا تیسرا سوال یہ تھا کہ ”کیا حیات طیبہ میں ان دو واقعات کے علاوہ کوئی تیسرا واقعہ موجود ہے؟“

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں آپ کے ذکر کردہ دو واقعات کے علاوہ بھی کئی واقعات ایسے ہیں جو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں رونما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سزا رجم [سنگساری] نافذ فرمائی۔ چنانچہ

دلیل نمبر 1: حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما کی حدیث تفصیلاً پہلے گزر چکی کہ آپ علیہ السلام نے زنا کے مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا تھا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کروں گا۔ چنانچہ خاتون نے جب اپنے گناہ کا اقرار کیا تو ”فامر بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجمت“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رجم [سنگساری] کا حکم دے دیا، لہذا اس کو سنگسار کر دیا گیا۔

نوٹ: یہ روایت متعدد کتب حدیث میں موجود ہے مثلاً:

1: بخاری جلد 2 ص 1008

2: مسلم جلد 2 ص 69

3: ابوداؤد ص 606

4: نسائی ج 2 ص 308

5: ترمذی ص 172

6: ابن ماجہ ص 186

7: مؤطا امام مالک ص 349۔

دلیل نمبر 2: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت نماز کے لیے گھر سے نکلی تو راستے میں ایک شخص نے اُسے پکڑا اور اپنے نفس کی پیاس بجھائی۔ اس پر وہ عورت چیچی چلائی تو وہ مجرم بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی دوران ایک آدمی

وہاں سے گزرا تو وہ عورت (بدحواسی کی وجہ سے) یہ کہہ رہی تھی کہ اس شخص نے میرے ساتھ یہ برا کام کیا ہے۔ اسی اثناء میں مہاجرین کی ایک جماعت بھی اُس عورت کی طرف آنکلی۔ تو وہ عورت یہی کہہ رہی تھی: ”اس شخص نے میرے ساتھ یہ برا کام کیا ہے۔“ چنانچہ یہ حضرات بھاگے اور اُس شخص کو پکڑ لیا جس کے بارے میں عورت کا خیال تھا کہ اُس نے اُس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ وہ اس شخص کو پکڑ لائے اور عورت سے پوچھا: یہی وہ شخص ہے؟ عورت بولی: ہاں! یہ وہی ہے۔ وہ اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے رجم [سنگسار] کر دیا جائے۔ اس سزا کا سننا تھا کہ اصل مجرم کھڑا ہو گیا اور حضور کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! اصل مجرم میں ہوں، میں نے ہی اس کے ساتھ زیادتی کی۔

صورت حال واضح ہو جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: جا (تو بے قصور تھی)، اللہ نے تجھے معاف کر دیا اور اُس بے قصور شخص سے بھی کلمات خیر ارشاد فرمائے۔ پھر اصل مجرم کے بارے میں جس نے اُس عورت سے بدکاری کی تھی، ارشاد فرمایا: ”أَرْجَمُوكَ“ اسے رجم کر دو۔

دلیل نمبر 3: حضرت لجلان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بازار میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک عورت بچے کو اٹھائے ہوئی گزری، لوگ اس کے ساتھ ہو لیے میں بھی ان میں شریک ہو گیا۔ عورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی، آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اس بچے کا باپ کون ہے؟ عورت خاموش رہی ایک نوجوان نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا باپ ہوں۔ آپ علیہ السلام نے پھر اس عورت سے سوال کیا، نوجوان نے پھر کہا: میں اس کا باپ ہوں۔ آپ علیہ السلام نے حاضرین سے تحقیق فرمائی کہ اس نوجوان کو جنون تو نہیں؟ عرض کیا گیا کہ نہیں یہ تندرست ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس نوجوان سے پوچھا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا ”فامر بہ فرجم“ اس کے بارے میں حکم فرمایا پس اس کو رجم کر دیا گیا۔

(سنن ابی داؤد ج 2 ص 609، مسند احمد ج 3 ص 479)

دلیل نمبر 4: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کتب حدیث میں مذکور ہے اس میں ہے کہ رجلاً زنی بعد احصان فانه یرجم۔ شادی شدہ شخص اگر زنا کرے تو اس کو رجم کیا جائے گا۔

(صحیح مسلم ج 2 ص 59، ابو داؤد ج 2 ص 598، نسائی ج 2 ص 165، 168)

یہ وہ روایات ہیں جن میں صراحتاً شادی شدہ زانی کی سزا رجم [سنگساری] نقل کی گئی ہے۔

ان تمام احادیث کو مجموعی نظر دیکھنے کے بعد اس امر میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ آپ علیہ السلام نے شادی شدہ زانی کی حد رجم [سنگساری] ارشاد فرمائی ہے اور کتب حدیث اور تاریخ میں دور نبوی کا کوئی ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا جس میں آپ علیہ السلام نے ایسے مجرم کو سنگسار کرنے کا حکم نہ فرمایا ہو۔

سوال نمبر 4: آپ کا سوال یہ ہے کہ ”نبی اکرم کے بعد چار خلفاء راشد کا دور آیا“ کیا خلفاء راشدین نے کسی کو پتھر مروا ہے؟ حضرت عمرؓ کے دور میں اسلامی ریاست 22 لاکھ مربع میل تک پھیل گئی، دنیا کی درجنوں ثقافتیں، زبانیں اور نسلیں اسلامی ریاست کے زیر سایہ آگئیں، حضرت عمرؓ کے دور میں اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آیا تو حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کیا سزا تجویز کی؟ کیا ان کے ادوار میں مجرموں کو پتھر مارے گئے، اگر ہاں تو کیا پتھر مارنے والوں کو خلیفہ کی رضامندی حاصل تھی؟“

جواب: جی بالکل! خلفاء راشدین کے ادوار میں بھی شریعت کے اس حکم پر عمل کیا جاتا رہا۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر 1: عن انس رضی اللہ عنہ قال رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم نافذ فرمایا اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما [کے دور میں بھی جب ایسے واقعات پیش آئے تو دونوں خلفاء] نے بھی رجم [سنگساری] کا حکم نافذ فرمایا۔ (مجمع الزوائد ج 2 ص 264 المطالب العالیہ ج 2 ص 116)

دلیل نمبر 2: مومنوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مشہور خطبہ تقریباً حدیث کی تمام معتبر کتب بالخصوص صحیح بخاری ج 2 ص 1008 میں موجود ہے: قال عمر لقد خشيت ان يطول بالناس زمان حتى يقول قائل لا نجد الرجم في كتاب الله فيضلوا بترك فريضة انزلها الله الا وان الرجم حق على من زنى وقد احصن اذا قامت البينة او كان الحبل والاعتراف..... وقد رجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمناه بعده۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر زمانہ گزرے گا تو کوئی کہنے والا کہے گا کہ ہم کتاب اللہ میں رجم [سنگساری کا حکم] نہیں پاتے پس وہ ایک ایسے فریضے کو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا چھوڑ کر گمراہ ہوں گے اور بے شک اس زانی پر جو شادی شدہ ہو رجم [سنگساری کی سزا] برحق ہے، جبکہ گواہی قائم ہو جائے یا حمل ظاہر ہو جائے یا وہ از خود اقرار کر لے..... بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کی سزا نافذ فرمائی اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سزاجوں کی توں نافذ کی۔

نوٹ: اس کے علاوہ بھی امام بخاری نے اس پر باب باندھ کر کئی اور بھی احادیث نقل فرمائی ہیں۔

امید ہے کہ آپ کو اپنے سوال (کہ ان دونوں واقعات میں اعتراف گناہ کے بعد سزا دی گئی، تفتیش یا گواہی کی بنیاد پر نہیں، کیانبی اکرم کے دور میں شکایت، گواہی اور تفتیش کی بنیاد پر بھی کسی کو سنگسار کیا گیا؟ اگر نہیں تو کیا ہم تفتیش کے بعد کسی کو سنگسار کر سکتے ہیں؟) کا جواب مل چکا ہو گا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ”اذا قامت البينة“ جب گواہ؛ گواہی دے دیں“ اس کی واضح دلیل ہے۔

دلیل نمبر 3: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں رجم [سنگساری] کی سزا کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ قد رجمت کہ اس عورت کو رجم [سنگسار] کر دیا گیا: (موطامام مالک ص 686)

دلیل نمبر 4: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں رجم [سنگساری] کی سزا کا واقعہ موجود ہے۔ عن علی حين رجم المرأة يوم الجمعة قال رجمتها بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (صحیح بخاری جلد 2 ص 1006)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم کیا تو فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق رجم [سنگسار] کیا ہے۔

حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے علاوہ بھی بہت ساری روایات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے منقول ہیں۔ سر دست ان حضرات کے نام لکھنے پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
- حضرت نصر بن دہر رضی اللہ عنہ

- حضرت ہرزال رضی اللہ عنہ
- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ
- حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوامامہ سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اجماع امت:

ظاہر بات ہے جس سزا پر قرآن کا حکم واضح طور پر موجود ہو، آپ علیہ السلام کی احادیث متواترہ ہوں، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نافذ کردہ فیصلے موجود ہوں اس میں کسی مسلمان کو اختلاف کی گنجائش کب ہو سکتی ہے؟ چنانچہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت اس بات پر متفق ہے اور اس پر اجماع ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم (سنگساری) ہے، اس سلسلے میں چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر 1: فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ کے مصنف امام مرغینانی [صاحب ہدایہ] لکھتے ہیں ”واذا وجب الحد مکان الزانی محصناً رجمہ بالحجارة حتی يموت... وعلى هذا اجماع الصحابة“ شادی شدہ زانی کی حد اس کو رجم کرنا ہے پتھروں کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مر جائے... اور اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ (ہدایہ مع فتح القدیر ج 5 ص 210)

دلیل نمبر 2: شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں ”(رجمہ بالحجارة حتی يموت) عليه اجماع الصحابة ومن تقدم من علماء المسلمين“ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور وہ علماء مسلمین جو پہلے گزر چکے ہیں۔ (ہدایہ مع فتح القدیر ج 5 ص 210)

دلیل نمبر 3: امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں ”واجمع العلماء على وجوب جلد الزاني البكر مائة ورجم المحصن وهو الثيب ولم يخالف في هذا احد من اهل القبلة“ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے اور شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے اور اس کا اہل قبلہ میں سے کوئی مخالف نہیں۔ (شرح مسلم ج 2 ص 65)

دلیل نمبر 4: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں: قال ابن بطال اجمع الصحابة وائمة الامصار على ان المحصن اذا زنى عامداً عالماً مختاراً فعليه الرجم۔ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحابہ کرام اور ائمہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ محصن [شادی شدہ] زانی باختيار اور جان بوجھ کر زنا کرے تو اس کی سزا رجم [سنگساری] ہے۔ (فتح الباری ج 12 ص 143)

سوال نمبر 5: آپ کا سوال ہے کہ ”زنا کے گناہ کا فیصلہ کون کر سکتا ہے؟“

جواب: کتب فقہ میں آپ کے اس سوال کا جواب بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ یہ حق صرف قاضی وقت کو ہے۔

سوال نمبر 6: آپ کا سوال ہے کہ ”کیا اسلام میں زنا کے علاوہ کوئی ایسا دوسرا گناہ، کوئی ایسا دوسرا جرم موجود ہے جس کی حدود کے لیے چار گواہوں کی ضرورت ہو؟“

جواب: اس کا جواب ہے کہ شریعت میں زنا جیسے فتیج جرم کے علاوہ کوئی ایسا گناہ نہیں جہاں سزا دینے وقت چار گواہوں کی گواہی کی ضرورت پیش آئے۔

سوال نمبر 7: گواہوں کے متعلق آپ کا سوال یہ تھا کہ ”اور یہ چار گواہ بھی وہ لوگ ہوں جن کے تقویٰ، جن کی صداقت پر کوئی شخص

اعتراض نہ کر سکے اور یہ چار صادق اور متقی لوگ اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ گواہی دیں، ہم نے یہ سارا عمل اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اگر کسی ایک گواہ کی صداقت یا تقویٰ چیلنج ہو جائے تو کیا اس کے باوجود حد نافذ ہو سکتی ہے؟“

جواب: گواہوں کے بارے میں کتب فقہ میں یہ بات بہت وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ ایسے گواہوں کی گواہی قبول ہوگی جن میں 5 شرطیں پائی جاتی ہوں:

- 1: العقل (گواہ؛ سمجھدار ہو)
- 2: البلوغ (گواہ؛ بالغ ہو)
- 3: الحرية (گواہ؛ آزاد ہو)
- 4: الاسلام (گواہ؛ مسلمان ہو)
- 5: العفة عن الزنا (گواہ؛ خود زانی نہ ہو)

(بدائع الصنائع ج 5 ص 498)

اگر کسی گواہ میں مذکورہ پانچ شرائط میں سے کوئی شرط ختم ہو جائے یا وہ اپنے موقف سے انکار کر لے تو شریعت نے انسان کی عزت و حرمت کا خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ حدود شبہات کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہیں۔ اس وجہ سے اب اس پر حد نافذ نہیں ہوگی۔ البتہ معاملے کی نزاکت کے پیش نظر تعزیری کارروائی کی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر 8: آپ کا آخری سوال یہ ہے کہ ”کیا مجرموں کو سزا دینا ریاست کا کام ہے یا پھر یہ فریضہ عام لوگ بھی سرانجام دے سکتے ہیں؟“

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ حد نافذ کرنا یہ کام صرف ریاست ہی کا ہے۔ ریاست سے مطالبہ کرنا عوام کا حق ہے عوام اس کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ البتہ عوام کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو سزا دیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ وطن عزیز کو اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ فرما کر امن کا گہوارہ بنائے۔

والسلام

مولانا محمد الیاس گھمن

امیر: اتحاد اہل السنۃ والجماعت العالمی

سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعت، سرگودھا